https://doi.org/10.58352/tis.v48i2.931

The Islamic Culture
Bi-Annual Research & Refereed Journal
Published by
Sheikh Zayed Islamic Centre,
University of Karachi
الثقافۃ الإسلامیۃ
SZIC
ISSN (Print) : 1813-775X
ISSN (Online) : 2663-1709

پاکستان میں خواتین کا مساجد میں جانا اور نہ جانا، ایک اطلاقی جائزہ

WOMEN’S ATTENDANCE AT MOSQUES AND THEIR NON-ATTENDANCE IN PAKISTAN, AN APPLIED OVERVIEW

Hafiz Abdul Sattar Vayani
Jamia Imam Bukhari, Karachi
Email: hasvpk@gmail.com

Hina Al Kindia
Assistant Editor, Karachi Islamicus
Email: hinaalkindiya@gmail.com

Abstract:

Islam has given the Muslim woman a high status. Honor her as a mother, honor her as a daughter, honor her as a wife, and honor her as a sister .This research deals with the jurisprudential rulings related to women in worship, especially prayer, which is the second pillar of the pillars of Islam, through which the Muslim draws close to his Lord. Women are half of society. She performs the role as a man does in percentage. I presented in this research the definition of the terms related to the subject and the statement that the legitimate discourse is directed to both women and men. Then I dealt with the rulings on women's prayer in mosques with an explanation of the opinions of the jurists in this section, then I mentioned that what should women do in Pakistani society and should they participate in group prayer or not? Should they be involved in matters related to the mosque? And finally the results and recommendations were presented with references and sources.

Keywords: Muslim woman and mosque, women's group prayer, mosque and prayer.

تمہید:

اسلام نے عورت کو مرد کے یکساں درجہ دیا اور اس کو مختلف نظریات و تصورات کے محدود دائرے سے نکالا، اسلام کے علاوہ دیگر معاشروں اور باقی تمام تہذیبوں نے ہمیشہ عورت کے حقوق کو سبوتاژ کیا چاہے وہ آج کے ترقی کا علمبردار مغرب ہی کیوں نہ ہو جس نے پچھلے کئی عشروں سے آزادی عورت کے خوشنما نعرے لگائے رکھے ہیں اور اس تگ و دو میں ہے کہ کسی بھی صورت میں انسانی تاریخ میں عورتے کو بہترین مقام دلانے کا اعزاز حاصل کرلے لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغربی تہذیب اور اس کے دلدادوں نے عورت کو اس کے اصل مقاصد سے ہٹا کر کسی اور رستے پر لگا دیا ہے چاہے وہ اس باہر نکال کر معاشرہ کے رحم و کرم پر چھوڑنے کی بات ہو یا اشتہارات میں اس کو کاروباری ذریعہ بنانے کی بات ہو۔ الغرض تمام تہذیبوں نے اپنے دور عروج میں عورت کو معاشرے میں کمتر درجہ دے رکھا چاہے وہ پھر یونانی تہذیب ہو یا روم و فارس کی سلطنت ہو یا ہندوستان کی متعصبانہ معاشرتی رویے ہوں یا پھر یہودی اور عیسائی تہذیب ہوں، اسلامی تہذیب نے عورت کو عظیم مقام دیا اور اسے کائنات کا اہم ترین جزء قرار دیا۔

ان حقوق اور آزادیوں کی جب بات کی جاتی ہے تو وہاں کچھ سوالات ضرور اٹھتے ہیں جو عورت کے کچھ دینی معاملات کو شکار بناتے ہیں اور قسماً قسم اشکالات اور شبہات ذہنوں میں پیدا کئے جاتے ہیں جن سے معاشرے کا آدھا حصہ الجھنوں کا شکار رہ جاتا ہے، ان دینی معاملات میں ایک معاملہ عورت کی مساجد میں باجماعت نماز سے متعلق ہے۔ اس حوالے سے پاکستانی معاشرے میں موجودہ حالات کے تناظر میں خصوصاً اور عالمی تناظر میں عموماً یہ سوال اٹھتا ہے کہ آیا عورتوں کو مساجد میں باجماعت نماز پڑھنا چاہئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی شرعی دلیل کیا ہے؟ اگر ہاں تو کیا اس کیلئے کچھ قواعد و ضوابط موجود ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کے کیا نتائج ہوں گے؟ اگر ہیں تو کیا وہ اس معاشرے میں قابل عمل بھی ہیں یا نہیں؟ اگر قابل عمل نہیں تو حل کیا ہے؟ اور اگر قابل عمل ہیں تو کیا اس پر عمل بھی ہوتا ہے یا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ کئی قسم کے سوالات ہیں جن کا جواب ان شاء اللہ اس مختصر سے رسالے میں ہم پیش کرنے کی کوشش کریں گے۔

اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ نماز دین اسلام کا اہم ستون ہے، اور ایمان لانے کے بعد مکلف پر سب سے پہلے نماز ہی لازم ہے، نماز کا لفظ ذہن میں آتے ہی فوراً مسجد کی طرف دھیان جاتا ہے، چاہے وہ مسجد ہو یا گھر یا مقرر کردہ جگہ، قرہن اولی میں عورتوں کا مساجد جانا اور بعد کے قرون میں ممانعت اور آج کے دور میں اسکی ضرورت کے سبب عورتوں کا گھر سے باہر آنا جانا، چاہے روزگار کی وجہ سے ہو یا شہر کی افراتفری کے عالم میں باہر کے کام کاج کو نمٹانا ہو تو نماز کا وقت آجانے پر عورت کے وقت پر نماز کو ادا کرنے اسکے لیے جائے نماز جہاں وہ پردہ کے ساتھ نماز ادا کرسکے۔

اور اسی طرح شہری زندگی کی افراتفری میں عورت مساجد میں جاے تو آیا یہ مائنڈ ڈلیور جن کے فایدے کے طور پر عورت کی جسمانی، ذھنی کارکردگی پر مثبت اثر لائے گا؟ اور نہ جانے کے طور پر نماز سے محروم رہنے کے نقصان اور مختلف فتوی کی وجہ سے تمام ممکنہ مثبت اور منفی پہلووں کو مدنظر رکھ کر خاص کر اس وقت امت محمدیہ کی بندیوں کے لیے ایک واضح تر تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ مثبت اور منفی پہلوں کو سامنے رکھ کر ایک فیصلہ تشکیل دیا جاسکے۔

باجماعت نماز اور عورتوں کیلئے بنیادی احکام:

اصلاح معاشرہ میں عورت کا کردار مرد کی طرح ہی اہمیت کا حامل ہے۔اور یہ صرف ابھی سے بلکہ عصر نبوت سے ہی اس کی مثالیں جا بجا ملتی رہتی ہیں۔امہات المومنین اس ع مل کیلیے ایک مثالی نمونہ ہیں۔اسلامی تاریخ پر نظر رکھنے والے حضرات کو یہ بخوبی معلوم ہو گا کہ کئی ایسی خواتین ہیں جنہوں نے جنگ کے میدان میں بھی مردوں کے شانہ بشا نہ جھنڈے اٹھائے ہیں،معاشرے میں اصلاحی کاموں کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ان میں سے کئی امور ایسے ہیں جن کی ابتداء مسجد سے ہی ہوئی ہے۔اور مسجد جہاں نماز و ں کی جگہ وہیں یہ اصلاحی و سیاسی امور سمیت دیگر فلاحی کاموں کیلیئے بھی استعمال ہوتے تھے۔اور کئی تاریخی مواقع پر یہ سامنے آیا ہے کہ خواتین نے اس میں شمولیت اختیار کی ہ ے۔

1: باجماعت نماز کا مفہوم:

نماز اور جماعت کا لغوی مفہوم:

نماز کو عربی میں صلاۃ کہتے ہیں کس کا لغت میں معنی ہے جھکنا،دعاءاور استغفار اور اس کی جمع صلوات ہے۔[i] اور باجماعت کو عربی میں الجماعۃ کہتے ہیں جس کا لغت میں معنی ہے ا یک گروہ،اور اس کا جمع جموع اور جماعات آتا ہے،اور اس کا اطلاق ہر چھوٹے اور بڑے گروہ پر کیا جاتا ہے[ii]۔

نماز اور جماعت کا اصطلاحی مفہوم:

نماز کی اصطلاحی تعریف علامہ جرجانی نے یوں کی ہے: نماز محدود شرائط کے ساتھ معلوم اذکار،معلوم ارکان کو معین اوقات میں بجالانے کا نام ہے[iii]۔

جماعت کی اصطلاحی تعریف فقہاء نے کچھ یوں کی ہے: لوگوں کی ایک تعداد پر جماعت کا اطلاق ہوتا ہے،یہ اجتماع سے اخذ کیا گیا ہے جو دو بندوں سے وجود میں آجاتا ہے۔اس تعریف میں یہ بات ملاحظہ کی جاسکتی ہے کہ اس میں اور لغوی تعریف میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

2: باجماعت نماز کی اصطلاحی تعریف:

باجماعت نماز کو عربی میں صلاۃ الجماعۃ کہتے ہیں جس کا اصطلاح میں معنی ہے مقتدی اور امام کی نماز کا کچھ شرائط کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہنا۔شریعت میں ج ب بھی صلاۃ کا حکم آتا ہے تو اس سے غالبا صلاۃ شرعی یعنی اصطلاحی نماز ہی مراد ہوتا ہے،البتہ جہاں قرائن سے کسی دوسرے معنی کا پتہ چل جائے تو موقع محل کے مطابق اسی کو لیا جائے گا۔

خواتین کا باجماعت نماز میں شرکت کے احکام:

باجماعت نماز کے احکام کے کو شروع کرنے سے پہلے مناسب ہے کہ اس بات کو واضح کیا جائے کہ آیا عہد نبوی میں خواتین نمازوں میں شرکت کیا کرتی تھیں یا نہیں؟

1: عہد نبوی میں خواتین کا نماز میں شرکت:

حضور اکرم ﷺ کے دور میں یہ بات ثابت ہے کہ خواتین نمازوں میں شرکت کیا کرتی تھیں اور چادروں میں لپٹ کر آتی تھیں تاکہ وہ کسی کے پہچان میں نہ آئیں جیسا کہ سید ہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے[iv]۔اس حدیث اور اس جیسی کئی صحیح احادیث اور آثار صحابہ سے یہ بات ثابت ہے کہ خواتین عہد نبوی میں باجماعت نماز وں میں شرکت کیا کرتی تھیں جس سے تعصب کا وہ دروازہ تو بند ہو جاتا ہے جس میں کچھ حضرات مطلقا خواتین کے جانے کو بغیر کسی سبب کے منع کررہے ہیں۔ یہ اس لئے نہ یں ہونا چاہئے کیونکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں تو کسی اور کو بھی کسی مصلحت کیلئے یا فساد کو دور کرنے کے بغیر روکنا نہیں چاہئے۔

2: خواتین کا خواتین کی جماعت میں شرکت کا حکم:

یہاں دو مسئلوں کو ذکر کرنا زیادہ مناسب ہے اور وہ یہ ہیں:

پہلا مسئلہ: عورتوں کی جماعت کا حکم:

اس کے بارے میں فقہائے کرام کی مختلف آراء ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. احناف کے نزدیک عورتوں کی جماعت مکروہ ہے البتہ اگر وہ کرلیں تو نماز درست رہے گی اور امامت کرنے والی عورت آگے نہیں بلکہ پہلی صف کے درمیان می ں کھڑی ہو جائے گی[v]۔
2. حضرات شوافع کے نزدیک عورتوں کی جماعت مستحب ہے۔
3. حنابلہ کی اس مسئلے میں دو روایات ہیں، پہلی یہ کہ مکروہ ہے جبکہ دوسری یہ ہے کہ فرض کے علاوہ میں درست ہے جیسے نوافل۔ اور پہلی رائے ان کے ہاں راجح ہ ے[vi]۔

عورتوں کی جماعت کی امامت یا عورت کرے گی یا مرد کرے گا، اگر عورت امام ہو تو اس صورت جواز کے قائلین کے ہاں عورت کی امامت درست رہے گی سوائے مالکیہ کے کہ ان کے ہاں عورت کی امامت کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔ اور اگر مرد امام ہو تو اس کی پھر مزید دو صورتیں ہیں کہ وہ مردان عورتوں کا مناحرم ہو گا یا سب کا محرم ہا یا بعض کا۔ ان تینوں صورتوں کے حکم میں تفصیل کچھ یوں ہے:

1. احناف کے نزدیک اگر مسجد میں امامت ہو تو جائز ہے البتہ اگر کسی گھر میں ہو اور ان کے ساتھ اس مرد کے علاوہ کوئی دوسرا محرم نہ ہو تو مکروہ ہے[vii]۔

2. مالکیہ کے ہاں اجنبی عورتوں کی امامت مکروہ ہے اور صرف ایک عورت ہو تو اس میں زیادہ کراہت ہے[viii]۔
3. شوافع کے ہاں کسی مرد کا کسی ایک اجنبی عورت کا امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر کوئی بیوی یا کسی دوسرے محرم کی امامت کرے تو جائز ہے، اور اگر ایک سے زائد اجنبی عورتیں ہوں تو اس بارے میں دو رائے ہیں: پہلی یہ کہ جائز ہے جبکہ دوسری رائے کے مطابق جائز نہیں ہے۔ ان کے نزدیک راجح رائے جواز کی ہی ہے[ix]۔
4. حنابلہ کے ہاں اجنبی عورتوں کی امامت کرنا جائز نہیں ہے جبکہ اپنی محرم عورتوں کی امامت کرنا جائز ہے[x]۔

دوسرا مسئلہ: عورتوں کی جماعت کیلئے آذان کا حکم:

امام شافعی کے علاوہ بقیہ تینوں مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ خواتین کی نماز کیلئے آذان دینا مکروہ ہے چاہے وہ اداء کیلئے ہو یا قضاء کیلئے، جبکہ شوافع کا قول ہے کہا گر یہ آذان کسی مرد کی طرف سے ہو تو کوئی کراہت نہیں ہے اور اگر کسی عورت کی طرف سے ہو تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ آواز زیادہ بلند نہ ہو اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنا مقصود نہ ہو، ان دوں میں سے کوئی ایک چیز بھی موجود ہو تو پھر حرام ہے[xi]۔

3: عورتوں کا مردوں کی جماعت میں شرکت کا حکم:

اس مسئلے میں بھی فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں جو درج ذیل ہیں:

1. احناف نے اس مسئلے میں نوجوان اور بوڑھی عورت کے درمیان فرق کیا ہے۔ نوجوان خواتین کیلئے باجماعت نماز میں شرکت جائز نہیں ہے کیونکہ ان کے نکلنے سے فتنے کا زیادہ اندیشہ ہے، جہاں فتنہ حرام ہے وہیں اس کی طرف لے جانے والا سبب بھی حرام ہے جبکہ بوڑھی خواتین کیلئے فجر، مغرب، عشاء اور عیدین کی م یں شرکت جائز ہے نہ کہ ظہر، عصر اور نماز جمعہ کیلئے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد نے بوڑحی عورت کو ہر قسم کی نماز کیلئے نکلنے کی اجازت دی ہے[xii]۔
2. مالکیہ نے اس ضمن میں عورتوں کو چار درجات میں تقسیم کیا ہے:[xiii] پہلی قسم: وہ بوڑھی عورت جس کی طرف توجہ نہ جاتی ہو، دوسری قسم: دو بوڑھی عورت جس کی طرف مجموعی طور کبھی کبھار نظر جاتی ہو، ، ان دونوں کیلئے تمام نمازوں میں شرکت جائز ہے۔ تیسری قسم: وہ نوجوان لڑکی جو نہ تو خوبصورت ہو اور نہ بچے جنتی ہو تو اس کیئے فرائض اور اپنے اہل کی جنازہ کیلئے جانا جائز ہے جبکہ عید اور استسقاء کیلئے جانا جائز نہیں۔ چوتھی قسم: وہ نوجوان لڑکی جو خوبصورت ہو اور بچ ے جن سکتی ہو تو اس کیلئے مردوں کی جماعت میں شرکت جائز نہیں ہے۔
3. شوافع کے نزدیک نوجوان لڑکی اور ادھیڑ عمر کی خاتون کیلئے مردوں کی جماعت میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔ جبکہ اس بوڑھی عورت کیلئے جانا جائز ہے جو لوگو ں کی شہوت کا مرکز نہ بن سکتی ہو۔

4. حنابلہ کے ہاں خوبصورت خواتین کی نماز باجماعت میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے چاہے وہ پھر نوجوان ہو یا بوڑھی جبکہ ان عورتوں کیلئے جانا جائز ہے جو خوبصور ت نہ ہوں اور اس شرط کے ساتھ کہ سادگی، عطر لگائے بغیر اور شوہر کی اجازت سے ہی نکل جائے۔

4: کیا عورتوں کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

اس بارے میں فقہاء کرام کی دو رائے ہیں:

پہلی رائے:

چاروں مذاہب کے فقہائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ کسی عورت کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے زیادہ باعث اجر و ثواب ہے، اسی طرح یہ بھ ی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ نے بھی حضور ﷺ سے نقل کیا ہے کہ افضیلت کمرے میں ہے پھر حجرے پھر گھر میں[xiv]۔

دوسری رائے:

ظاہر یہ کی رائے یہ ہے کہ کسی عورت کا مسجد میں نماز پڑھنا کئی گنا باعث ثواب ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنی گھر میں نماز پڑھ لے اور ان کا استدلال بھی اسی سابقہ حدیث سے ہ ی ہے۔

مسجد جانے کے آداب اور کچھ ضروری احکام:

1: عورتوں کا مسجد میں داخل ہونے کے آداب:

عورتوں کا باجماعت نماز میں شرکت کرنے کے کچھ آداب ہیں جن کو بجالانا عورتوں پر لازم ہے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو نماز کی طرف جانے سے پہلے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو نما ز کے بعد ہیں یا تو مسجد میں یا پھر رستے سے متعلق ہیں، ذیل میں ہم دونوں کا تذکرہ کریں گے:

1) **اجازت لینا:**

اگر کسی عورت کا باجماعت نماز میں شرکت کا ارادہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے سرپرست، شوہر یا اپنے نگران سے اجازت لینا ضروری ہے، اور اجازت ملنے پر اس کیلئے جانا جائز ہو گا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت طلب کرنے انہیں منع نہ کرنے کی تلقین کی[xv]۔ اس حدیث سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ کسی خاتون کیلئے بغیر اجازت کے مسجد جانا جائز نہیں ہے ئ اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر وہ اجزات طلب کرلے تو روکنا نہیں چاہئے۔

2) نماز کی طرف نکلنے سے پہلے پاکی کا ہونا:

باجماعت نماز یا کسی بھی نماز سے پہلے کسی بھی خاتون کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ پاک صاف ہو، لہذا جنابت کی حالت میں غسل، ماہواری اور بچے کی پیدائش کی صورت میں بھی غسل جبکہ دیگر صورتوں میں وضوء کرنا لازمی ہے۔ یہ اس لئے کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ جس نے اپنے گھر میں پاکی حاصل کی اور پھر اللہ کے گھر کی طرف روانہ ہوا تاکہ اللہ تعالی کے فرض کو بجالائے تو اس کا ایک قدم گناہ کو مٹاتا ہے جبکہ دوسرا قدم ایک درجے کو بلند کرتا ہے[xvi]۔

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نماز کی طرف کی طرف سے جانے سے پہلے اپنی جگہ میں پاک ہو کر جانا مستحب ہے اور یہ کسی بھی جنس کیلئے عام ہے چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔

3) خوشبو کا نہ لگانا:

اجازت لینے بعد عورت کیلئے مسجد جانا تو جائز ہے مگر اس کیلئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ وہ خوشبو نہ لگائے اور بغیر خوشبو کے عام حات میں نکل جائے، یہاں علمائے کرام نے ا ن احادیث سے جن میں خوشبو لگانے کی ممانعت آئی ہے یہ اصول اور قاعدہ نکال کر ذکر کیا ہے کہ عورت کیلئے ہر وہ چیز شریعت کی نظر میں ممنوع ہے جو مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بن رہا ہو جیسے سنگھار کرنا اور قسما قسم ایسے جذاب کپڑے پہننا جو کسی کی توجہ کو کھینچ لاتا ہو۔ اگر کسی عورت نے یہ کام کیا ہو اور پھر نماز کیلئے نکلنے کی اجازت طلب کر لی تو اس کیلئے جانا جائز نہیں ہے جبکہ اس کے ولی کیلئے اجازت دینا جائز نہیں ہے۔

4) نماز کا لباس:

نماز کیلئے عورتوں کے کپڑے پر تو تقریبا تمام علمائے کرام کا اتفاق ہے کہ لباس ایسا ہو جس سے پورا بدن ڈھک جائے اور اس کے قدم بھی نظر نہ آئے۔ البتہ نماز میں چہرے کوا گر نہ ڈھانپا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

5) وقار و متانت کے ساتھ چلنا:

ایک اہم شرط یہ ہے کہ نماز کیلئے نکلنے کے بعد متانت، وقار اور سنجیدگی کے ساتھ جانا ضروری ہے، کہ نہ تو دوڑ رہی ہو اور نہ اتنا آہستہ ہو کہ کہ ہر جگہ گرنے کا خطرہ ہو۔ ساتھ م یں باآواز بلند باتیں نہ ہو اور بے جا یہاں وہاں دیکھنے سے اجتناب بھی ضروری ہے۔ اگر یہ امور بجالانا مشکل ہو یا نا ممکن ہو تو گھر میں نماز پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

6) مسجد سے نکلتے اور آتے وقت مردوں کے ساتھ اختلاط نہ ہو:

اگر مردوں اور عورتوں کے آنے جانے کا راستہ ایک ہو تو اختلاط سے بچنا نہایت ضروری ہے اور عورتوں کو مردوں کے بعد مسجد میں داخل ہونا چاہئے نہ ایک ساتھ، البتہ نماز سے فراغت کے بعد عورتوں کو مردوں سے پہلے جلدی نکلنا چاہئے جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اگر عورتوں اور مردوں کا راستہ الگ الگ ہو اور ایک دوسرے سے فاصلے پر ہوں کہ مردوں کو عورتیں نظر نہ آتی ہوں تو اس صورت میں وہ مسجد میں نماز کے بعد رہ سکتی ہیں اور ذکر واذکار میں مشغول رہ سکتی ہیں۔

2: کچھ متفرق مسائل:

پہلا مسئلہ: تعلیم کی غرض سے عورتوں کا مسجد میں جانا:

اس بات میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ خواتین او مردوں کیلئے یکساں تعلیم حاصل کرنا ضروری ہے اگر گھر پر انتظام ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے تاکہ احکام الھیہ باآسانی سیکھے جا سکے ورنہ خاتون گھر سے باہر جاسکتی ہے اور اس کیلئے شرعی حدود کا خیال رکھنا ضروری ہے لیکن آج کل چونکہ پاکستان میں دینی تعلیم کیلئے بنات کا ایک وسیع وعریض نیٹ ورک موجود ہے اس لئے مسجد کی بجائے وہاں جاکر داخلہ لے کر پڑھنا زیادہ محفوظ ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھائی کیلئے زیادہ بہتر اور نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے۔

دوسرا مسئلہ: خواتین کا تراویح اور اصلاحی بیانات میں شرکت کرنا:

قرآن وحدیث میں عورتوں کے مسجد میں جاکر تراویح ادا کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ تمام شرائط وآداب کا خیال ہو حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب تمہاری عورتیں رات کے وقت تم سے مسجد کی طرف جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو[xvii]۔ اس حدیث مبارکہ کو دیکھتے ہوئے خواتین مسجد میں جاکر تراویح ادا کر سکتی ہیں۔ حضو کے وصال کے بعد دور فاروقی میں خواتین کو مسجد جانے سے منع کیا گیا کیونکہ ان میں پابندیوں کا خیال نہیں تھا اور یہی بات حضنت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی منقول ہے کہ اگر حضور زندہ ہوتے اور ان کی یہ حالت ہوتی تو وہ روک دیتا۔

تیسرا مسئلہ: خواتین کا عیدین کی نماز کیلئے جانا:

ذخیرہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے خواتین دور نبوی میں درج ذیل دینی امور کیلئے جایا کرتی تھیں جیسے پنج وقتہ نمازوں اور نماز جمعہ کے لیے مسجد اور عید الفطر اور عید الاضحی کے لیے عید گاہ جانا۔ بلکہ عیدین میں نہ صرف اجازت تھی بلکہ ایک حکم تھا جیسا کہ حضرت ام عطیہؓ ب کی حدیث میں ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی اسی کی گواہی دی ہے کہ بالغ اور پردہ کرنے والی لڑکیوں عید الفطر اور اضحی میں عید گاہ لے جایا کریں، اس وقت خواتین کے جانے کے دو مقاصد تھے:

1: دینی معلومات میں اضافہ ہو۔

2: مسلمانوں کی تعداد زیادہ نظر آئے۔۔فقہاء نے ان دونوں مقاصد کا تذکرہ کیا ہے۔امام ابو حنیفہؒ سے دونوں اقوال منقول ہیں۔

اب دوسری بات کی ضرورت نہ رہی اور ساتھ میں احکامات کی وہ پاسداری بھی نہ رہی اس لئے فتنے کے خوف سے ان کا جانا ناپسندیدہ ہے خاص کر خوبصورت اور ایلیٹ طبقے کی خواتین کا۔ جبکہ عام خواتین کیلئے جانا مباح ہے مگر ضروری ہے کہ نہ خوشبو ہو اور نہ ہی شنگھار وغیرہ۔

چوتھا مسئلہ: :خواتین کیلئے مسجد میں اعتکاف کرنا:

خواتین کے اعتکاف کیلئے وہی عام اصول ہیں جو ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں کہ جائز ہے جیسا کہ حضور ﷺ اور امہات المومنین سے مروی ہے [xviii]۔ جبکہ فقہاء کے نزدیک ایسا کرنا اصولوں کی پاسدار کے ہوتے ہوئے جائز ہے جو کہ بہت مشکل ہے اس لئے گھر کے احاطے میں ہی کسی جگہ کو مسجد قرار دے کر اعتکاف مناسب ہے جیسا کہ کئی احادیث میں منقول ہے [xix]۔

پاکستان میں خواتین کا مسجد جانے اور نہ جانے کی آراء:

1: پاکستانی معاشرے میں مذہبی رجحانات:

پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے جو جنوبی ایشیاء میں واقع ہے اور اس میں مذہب کے رجحانات زیادہ ہیں۔ان رجحانات میں فقہ حنفی کا نمایاں کردار ہے مگر فقہ حنفی میں زیادہ تر امور میں احتیاطی پہلو کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔خواتین ے معاملے میں یہ تو یہ مسئلہ کچھ زیادہ ہی حساس بن جاتا ہے اور اکثر علمائے کرام چاہے اس کا مسلک جو بھی ہو وہ احتیاطی پہلو کو سامنے رکھ کر فتنے اور ضرر کے اندیشے کی وجہ سے عدم جواز کا فتوی دیتے ہیں اور معاشرہ اس کو بخوبی قبول کر لیتا ہے۔اس قبولیت کا جہاں فائدہ یہ سامنے آیا ہے کہ کم از کم اللہ کے گھروں کی حرمت اس طرح باقی رہی کہ عورتوں کو چھیڑ کر ان کو پامال نہیں کیا گیا اور عورتوں کی عزت اور وقار کو محفوظ بنانے کی کوشش کی گئی لیکن وہاں نقصان بھی اس سے کہیں زیادہ رہا ہے اور وہ یہ کہ دیہی علاقوں میں خاص کر دینی احکامات کی آگاہی نہونے کے برابر ہے جو نسل در نسل منتقل چلتی آ رہی ہیں اور معاشرے کا ایک آدھا حصہ بلا تعلیم کارہ جاتا ہے اور اس زیور سے محروم رہتا ہے۔پاکستان میں کیا ہونا چاہئے اور کس طرح ہونا چاہئے ؟اس کو ہم ذکر کریں گے۔

2: عورتوں کا مساجد جانے کے فوائد:

خواتین کا مسجد نہ جانے کے نقصانات درج ذیل ہیں:

1. باجماعت نماز کے ثواب میں شرکت:

احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ باجماعت نماز کا ثواب انفرادی نماز کے بدلے میں 25 گنا زیادہ ہے جبکہ بعض دوسرے احادیث منیں 27 گنا بتایا گیا ہے۔

2. نمازوں کی پابندی اور ان کو اپنے اوقات میں پڑھنا۔
3. دین کے سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری رہنا۔
4. عبادت کیلئے وقت نکال کر ذکر و اذکار میں مشغول رہنا۔
5. خاتون کی روح کا پاک رہنا اور ایک عمومی نیک ماحول کے ساتھ جڑا رہنا۔
6. دیگر مسلمان خواتین کے ساتھ وقت گزارنا جو ماحول کے اچھے ہونے کی وجہ سے اچھا ہی ہوگا۔
7. مومن خواتین کے حالات کا باز پرس کرنا۔

3: خواتین کا مساجد جانے کے نقصانات:

1. گھریلو تمام انتظامی امور میں خلل کا پڑ جانا۔ کیونکہ خاتون کی فطرت میں گپ شپ زیادہ ہے جس کی وجہ وقت کے ضیاع کا کافی اندیشہ ہے۔
2. اولاد کی تربیت پر توجہ کا کم ہونا۔
3. دینی معاملات میں مکمل فہم نہ ہونے کی وجہ کئی سارے معاملات میں غلو اور تشدد سے کام لینا۔

4: برصغیر اور اکثر عجم علماء اور فقہائے کرام کی رائے:

اس بات میں کوئی دو رائے نہیں کہ مذہب اسلام چونکہ ایک کامل نظام حیات ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس بات میں بھی کوئی شک نہیں وہ فطرت کے مطابق اللہ کا قانون ہے، جب وہ اللہ کا قانون ہے تو اس میں جہاں جرائم کی کوئی جگہ نہیں ہے وہیں معاصی کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں انسانی سوسائٹی کو تباہی کے دہانے تک پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، یہاں تک تو یہ معلوم ہوا کہ جرائم و معاصی کا ارتکاب براہ راست مکمل طور پر ممنوع ہے لیکن اس کا معلوم ہونا بھی ضروری ہے کہ وہ عادات اور اسباب وذرائع جو ان معاصی و جرائم تک پہنچنے کا راستہ فراہم کرتے ہیں ان کو بھی اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ ان کا نتیجہ بھی وہی ہے جو براہ راست جرائم و معاصی کا ہے۔ اس کی ایک عام اور معروف مثال ہے کہ سود کو حرام قرار دیا گیا ہے، اب چاہے براہ راست کوئی سودی معاملہ ہو یا کوئی اور معاملہ ہو مگر اس کا براہ راست نتیجہ سود ہی کی صورت میں نکلتا ہو وہ سب کے سب حرمت کے اس زمرے میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح شرک کو اللہ تعالی نے ناقابل معافی گناہ شمار کیا ہے، اب جو بھی چیز شرک تک کسی کو پہنچاتی ہو وہ بھی ممنوعہ امور میں آکر ناقابل تلافی گناہ بن جائے گا جیسے مجسمہ بنانا، بت تراشنا اور صورت گری کرنا کیونکہ یہ وہ ساری چیزیں جن کی وجہ سے شرک کی ابتداء ہوئی تھی۔

مندرج بالا مثالوں کے ساتھ ہمارے مضمون کی متعلقہ مثال لیتے ہیں اور ہے زنا کی حرمت جو اللہ تعالی نے وضح نصوص میں ممنوع ارتکاب قرار دیا، اس تک پہنچنے کا جو بھی نزدیک یا دور کا سبب ہو وہ بھی اس زمرے میں آئے گا جیسے کسی اجنبی خاتون پر نظر شہوت ڈالنا یا اس کے ساتھ آزادانہ گفتگو کرنا یا اس کو چھونا وغیرہ یہ تمام کام اسی زمرے میں آتے ہیں اور صحیح احادیث میں ان سب کاموں کو زنا کہا گیا ہے (مشکوۃ، ص: ۲۰ باب الایمان بالقدر)

یہاں ایک کو ملحوظ نظر رکھنا ضروری ہے اور وہ ہے اسلام کا مزاج، اسلام کا مزاج تنگی و دشواری کے بجائے سہولت و آسانی کی جانب مائل ہے اس لئے اسباب کو تین درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:

پہلا درجہ: وہ اسباب جو کسی گناہ کی طرف ضرور لے جانے والے ہوں اور یہ ایک عام عادت ہو ایسے اسباب کو اسباب قریبہ کہا جاتا ہے اور ان اسباب کو اصل گناہ کے حکم میں رکھ کر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

دوسرا درجہ: وہ اسباب جن کو تعلق گناہ اور معاصی سے تو ہے مگر اس کا تعلق قریبی نہیں ہے بلکہ دور کا ہے یعنی اگر کوئی انسان اس کو اختیار کرلے بھی مگر گناہ کا ارتکاب ضروری نہیں ہے ایسے اسباب کو اسباب بعیدہ کہا جاتا ہے، ان اسباب کا حکم اگرچہ اصل گناہ کی طرح نہیں ہے مگر انہیں کراہت کا درجہ دیا گیا ہے۔

تیسرا درجہ: وہ اسباب جن کا تعلق گناہ کے ساتھ بہت شاذ و نادر ہوتا ہے ایسے اسباب کو بھی اصل گناہ کے حکم میں شامل نہیں جاتا بلکہ وہ مباح کے درجے ہیں۔

ان درجات کے بات ایک اور بات کو جانا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جن اسباب کو شریعت نے حرام کہا ہے وہ اسباب سب کیلئے حرام ہے چاہے ان کے اختیار کرنے سے کوئی گناہ میں پڑتا ہو یا نہیں، بس وہ ایک شرعی حکم ہے جس پر عمل کرنا لازمی ہے۔ مندرج بالا اصول کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کا مسجد جانا سد ذرائع کی وجہ سے ممنوع ہے۔

5: عرب علماء کی رائے:

جید اور مستند سعودی علماء کی دائمی فتوی کمیٹی (332/7) کے فتاوی میں ہے کہ خواتین مسجد میں نماز ادا کرسکتی ہیں اور اجازت مانگنے پر اجازت دینی چاہئے بلکہ منع نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ خاتون پردے میں ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ جسم کا کوئی ایک حصہ ظاہر جو مردوں کیلئے کشش کا سبب بن رہا ہو یا خوشبو لگا کر نکلنا چاہے تو باہر نکلنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

مجموع الفتاوی میں شیخ ابن عثیمین (211/14) کی رائے تقریبا یہی ہے کہ فتنے سے حفاظت یقینی ہو اسی طرح حراسۃ الفضیلہ میں شیخ بکر ابو زید رحمہ اللہ نے کچھ شرائط کی روشنی میں خواتین کو جانے کی اجازت دی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

1. فتنہ سے حفاظت یعنی خواتین خود بھی محفوظ ہوں اور اس بات کا بھی یقین ہو کہ دوسرے لوگ اس کی وجہ فتنہ میں مبتلا نہ ہو کر محفوظ ہوں۔
2. حاضری کی قباحت کا اندیشہ نہ ہو یعنی خواتین کے آنے سے کوئی شرعی قباحت پیدا نہ ہو۔
3. مرد و خواتین کے راستے کا الگ ہونا یعنی اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ نہ تو راستے میں اور نہ ہی جامع مسجد میں خواتین مردوں کے سامنے کھل کر آئیں۔
4. خواتین خوشبو لگانے سے پرہیز کریں کیونکہ اس بارے صریح احادیث میں ممانعت آئی ہے۔
5. پردے کا اہتمام یعنی خواتین اس طرح ہو کر گھر سے نکلیں کہ ان کی زینت لوگوں کے سامنے آشکارا نہ ہو۔
6. دروازوں کا الگ ہونا یعنی مردوں کیلئے الگ دروازہ اور خواتین کیلئے الگ دروازہ جیسے کہ اس بارے میں سنن ابوداود وغیرہ میں خصوصی ارشاد بھی ہے۔

اسی لئے عرب علماء عجم علماء کے بارے میں یہ کہتے ہیں: حیرت ہے اُن لوگوں پر جو عورتوں کی تبلیغی جماعتیں نکالتے ہیں اور پھر عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں تاکہ وہ لاعلم کی لاعلم رہیں اور دینی تعلیم سے دُور رہیں۔ اگر یہ لوگ اپنی عورتوں کو مسجد حرام اور مسجد نبوی سے بھی دُور رکھیں گے تو پھر بے چاری عورتیں طواف اور فضائل الحرمین سے محروم رہیں گی بلکہ ارکانِ حج بھی ادا کرنے سے قاصر رہیں گی اور اس کا غلط ہونا ظاہر ہے۔

خلاصہ اور محقق کی ذاتی رائے:

احادیثِ صحیحہ اور آثارِ سلف صالحین سے ثابت ہوا کہ عورتوں کا مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ وہ آدابِ شرعیہ اور پردے وغیرہ کا بہت التزام کریں۔ جمعہ کے دن گھروں میں بیٹھے رہنے سے بہتر یہ ہے کہ وہ مسجد جا کر امام کے پیچھے نمازِ جمعہ پڑھیں اور خطبہ سنیں تاکہ دین کی باتیں سیکھ لیں لیکن جن شرائط کا علمائے کرام نے ذکر کیا چاہے وہ عرب کے ہوں یا عجم کے اور چاہے ان کا تعلق کسی بھی فقہ سے ہو ان شرائط کا پاس رکھنا عام حالات میں ناممکن سا معلوم ہوتا ہے خاص کر جب زمانہ مزید ایڈوانس ہو گیا اور خواتین کا فیشن حد سے زیادہ تجاوز کر گیا ہے جن کو روکنا تقریباً ناممکن ہے اس لئے عام حالات میں بھی بندہ کی ذاتی رائے یہ ہے کہ خواتین کا مساجد میں جا کر مختلف امور میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ ان کیلئے ایک الگ مستقل ترتیب نہ بنائی جائے یا کسی حکومتی سرپرستی میں الگ جگہ نہ ہو یا کسی سوسائٹی میں باہمی تعاون سے اس کا اہتمام نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نتائج و سفارشات:

1. اس موضوع کا تعلق جہاں معاشرے کے نصف حصے کے ساتھ ہے وہیں یہ موضوع دین کے سب سے اہم رکن کے ساتھ جڑا ہے اور وہ ہے نماز۔
2. خواتین کا مسجد جا کر نماز پڑھنے سے متعلق علمائے کرام کی مختلف آراء ہیں، جن میں سے کچھ جواز کی جبکہ اکثریت عدم جواز کی ہیں۔
3. عجم علماء کی اکثریت خواتین کا مسجد کی طرف جانے کو ناجائز سمجھتے ہیں جبکہ اس کے برعکس عرب علماء جائز سمجھتے ہیں مگر شرائط کا ذکر دونوں نے کیا ہے۔

4. جو خواتین کا جانا جائز قرار دیتے ہیں وہ شرائط کے ساتھ دیتے ہیں اور جو علمائے کرام اجازت نہیں دیتے ان کا کہنا ہے کہ عام حالات میں ان شرائط کا لحاظ نہیں رکھا جاتا اس لئے خواتین کا جانا جائز نہیں ہے۔
5. اگر خواتین کیلئے الگ مستقل ترتیب ہو جو سوسائٹی یا ریاست کے زیر نگرانی ہو تو پھر اختلاف کی گنجائش نہیں نکلتی اس لئے اس صورت میں جائز ہی ہونا چاہئے تاکہ افادہ عام ہو سکے۔
6. اس معاملے میں سب سے زیادہ اہم کردار سوسائٹی اور حکومتی اداروں کا ہے جو بااختیار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فعال اور موثر نگران کی حیثیت رکھتے ہیں جن کی نگرانی فساد کا اندیشہ کم رہتا ہے اور تعلیم و تعلم کا تناسب زیادہ رہتا ہے۔

حوالہ جات:

---

i ابن منظور الافریقی، لسان العرب،، دار المعارف، القاہرہ، مصر، جلد28ص2489۔
Lisan al-Arab, Ibn Manzur al-Afriqi, Dar al-Maaref, Cairo, Egypt, vol. 28, p. 2489.

ii المقریزی الفیومی احمد بن علی، المصباح المنیر،، الامیری پرنٹنگ پریس، قاہرہ، 1992 جلد2ص149، 150۔
Al-Masbah Al-Munir, Ahmed bin Ali Al-Maqrizi Al-Fayoumi, Al-Amiri printing press, Cairo, 1922, vol. 2, p. 149, 50.

iii لجرجانی، التعریفات،، مکتبہ لبنان، بیروت، 1985، ص139۔
Al-Tareefat, Al-Jarjani, Library of Lebanon, Beirut, 1985, p. 139.

iv صحیح البخاری، کتاب اوقات الصلوۃ، حدیث نمبر578۔
Sahih al-Bukhari, The Book of Prayer Times, Chapter on the Excellence of Dawn, Hadith No. 578.

v القدوری، مختصر القدوری مکتبہ لبنان، بیروت ص29
Al-Qudduri's Mukhtasar, p. 29.،

vi اللمرانی، البیان فی المذہب الشافعی،، جلد2ص283۔
AL-Bayan fi mazhab la shafi by Al-Lamrani, vol. 2, p. 283.

vii ابن عابدین، ردالمحتار علی الدر المختار، جلد2ص307۔
Raddul-Muhtar' Ala Al-Durr Al-Mukhtar, vol. 2, p. 307

viii السوی، بلغۃ السالک لاقرب المسالک،، جلد1، ص301۔
Bulghatul salik liaqrab almasalik by al -Sawy, Volume 1, p. 301

ix الشیرازی، المجموع شرح المہذب،، مکتبۃ الارشاد، جلد4ص173
Al-Majmoo' Sharh Al-Muhadhab, By Shirazi, Al-Irshad Library, Part 4, p. 173.

xx المرداوی، الانصاف،، الامیری پرنٹنگ پریس، قاہرہ جلد2ص273۔
Al-Insaaf, By Al-Mardawi, vol. 2, p. 273.

xi الجزری، الفقہ علی المذاہب الاربعہ،، جلد1ص330۔

Alfiqh ala Mazahib al arbah by al-Jazari, Volume 1, p. 330.

xii الکاسانیِ بدائع الصنائع، جلدِ 1 ص 157۔

Badaa' al-Sana'i, Cassani, vol. 1, p. 157

xiii الدسوقی، حاشیۃ الدسوقی، جلد 1، ص 135 تا 137۔

Hashia Al-Desouki, By Al-Desouki, vol. 1, p. 135, 137.

xiv الطبرانیِ المعجم الکبیر، جلد 9، مسند عبداللہ بن مسعود، حدیث نمبر 9482، ص 371۔

Al mujam al Kabeer litabarni, volume 9, Musnad Abdullah Ibn Masoud, Hadith No. 9482, page No. 371.

xv السجستانی، ابوداود، کتاب الصلاۃ، الحث علیہ، حدیث نمبر 570۔

Abu Dawood, The Book of Prayers, chapter of emphasis on that, Hadith Nimr 570, leather No. 1, page No. 170 A.

xvi مسلم، صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب الذہاب الی الصلاۃ، حدیث نمبر 282، ص 263۔

Sahih Muslim, Book of Mosques, Chapter: Walking to Prayer, Hadith No. 282, pg. No. 263.

xvii بخاری، الصحیح، حدیث نمبر 827۔ جلد 1، صفحہ 295۔

Bukhari, Al-Sahih, 1: 295, No.: 827, Beirut, Lebanon: Ibn Kathir Al-Yamamah House.